"فقہی ارتقاء" کے "استشراقی مکاتب فکر" کا تعارفی و تجزیاتی مطالعہ

(حلاق کے افکار کا خصوصی مطالعہ)

An Introductory and Analytical Study of "Orientalist's Schools of Thought" of "Jurisprudential Evolution". (Special Study of Hallaq's Thoughts)

Dr. Abdul Basit
Founder & Chairman Muslim Research Scholars Organization /Faculty Member, department of Islamic Studies Virtual University of Pakistan:
Basit.zafar@vu.edu.pk

Sadia Shabbir
Doctoral Candidate, Department of Islamic studies, GC University Faisalabad:
sadiashabbir825@gmail.com

Dr. Farhan Akhtar
HOD R&D Kanz-ul-Madaris Board Pakistan:
farhan35859@gmail.com

Abstract:
"Tfqh fy ạldyn (acquiring deep understanding of religion)" is the basic requirement of religion. For such purpose Muslim scholars are striving from the formative period to this day. Fiqh was developed for the understanding (systematic study) of rulings related to practical life. With development of Fiqh, Muslim scholars also worked on principles of jurisprudence (Usul-e-Fiqh). Even though the main source of Fiqh and Usul-e-Fiqh is the Qur'an and the Sunna, for determination the will of Almighty Allah the personal efforts of the jurists have a great role in its evolution. That's why Orientalists call the collection of jurisprudence a human effort. Despite differences in the description of the stages of

jurisprudential evolution in orientalist's thoughts, there is commonality in the basic philosophy of "jurisprudential evolution". Contemporary orientalist Wael Hallaq has tried to present Islamic law in a coherent and systematic form based on the historical evolutionary process. Based on the historical and gradual evolution of jurisprudence in the light of Wael Hallaq's ideas, orientalist's thoughts can be divided into different schools. Here is a detail of these different orientalist's schools of thoughts about basic ideology of Fiqh.

Keywords: *Fiqh, Evolution, Orientalists, Schools of thought.*

مغربی علماء کی وہ جماعت جو مشرقی علوم بالخصوص علوم اسلامیہ میں دلچسپی رکھتی ہے۔ انہیں مستشرقین کہتے ہیں۔[1] استشراق کا آغاز بطور علمی تحریک مارٹن لوتھر کے ترجمہ قرآن سے ہوا۔ زمانی اعتبار سے تحریک استشراق کے تین ارتقائی دور ہیں[2] اور اسی تیسرے دور کا آغاز مارٹن لوتھر سے کیا جاسکتا ہے۔ مارٹن لوتھر کے بعد تسلسل سے جو مستشرقین مختلف شعبہ جات میں کام کرتے رہے ہیں ان میں Thomas Babington David Samuel ،Theodor Noldeke، Goldziher،William Muir،Macaulay Reynold Alleyne Nicholson،Macdonald Duncan Black، Margoliouth S.D ،P.K.Hitti، Arther John Arbery،Schacht،Arther Jeffery،Richard Bell، Adward ،Maurice Bucaille، Leopold Weiss (Allama M. Assad)،Goitein Margreat Marks ،W.Montgomery Watt،Annemarie Schimmel، Sead Micheel ،Leslie Terebeesy،Joram Jaron van Klaveren،(Meriyam Jameela) W.B Hallaq، Bruce Lawrence، H.Hart اور Karen Armstrong معروف نام ہیں۔ استشراق کی تاریخ اور نامور مستشرقین کی فہرست اوران کے اہداف ومقاصد پر مستشرقین کی اپنی کتب میں کافی تفصیلات موجود ہیں۔ اس سلسلہ میں ایڈورڈ سعید کی کتاب "Orientalism"[3] اور وائل حلاق کی

---

[1] حافظ محمد زبیر، ڈاکٹر، اسلام اور مستشرقین، کتاب سرائے، بیت الحکمت لاہور، ص:19-24

[2] **Abdul Basit, Intellectual similarities between ancient and modern opponents of Islam in the Quranic context, Acta Islamica, Vol.11, Issue No. 01 (2023).**

[3] Edward Wadie Said, orientalism, Vintage Books A division of Random house New York, 1979.

کتاب"Restating-Orientalism"[4] بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہیں۔ وائل حلاق کے لیکچرز[5] اور انٹرویوز[6] بھی اس موضوع پر بہت سی مفید معلومات کا ذریعہ ہیں۔ ذیل میں صرف اسلامی قانون پر کام کرنیوالے ان مستشرقین کی فہرست دی جارہی ہے۔ جو باقاعدہ کسی مکتب فکر کے بانی کی حیثیت رکھتے ہیں، یا کسی معروف مکتب فکر کا حصہ ہیں۔ ان میں سے معروف مستشرقین اور ان کی معروف کتب درج ذیل ہیں:

Sr#	Name	Important Books	Date of Death
1.	Sheldon Amos	History and Principles of the civil law of Rome	1835-1886
2.	Ignac Goldziher	Introduction to Islamic Theology and law	1850-1921
3.	Joseph Schacht	Origins of Muhammadan Jurisprudence	1902-1969
4.	Black Macdonald	Development of Muslim theology, Jurisprudence, and constitutional theory	1843-1963
5.	N. J Coulson	A history of Islamic law	1967-1986
6.	Norman D. Anderson	Islamic law in Modern World Islamic law in Africa	1908-1994
7.	Wael B. Hallaq	Sharia Introduction to Islamic law History of Islamic legal theories Origins and Evolution of Islamic law	1955-alive

[4]W. B. Hallaq, Restating Orientalism: A Critique of Modern Knowledge (New York: Columbia University Press, 2018)

[5] https://www.youtube.com/watch?v=bwi8SZLFe2U

[6]https://www.youtube.com/watch?v=sKyy-BHkZFs&t=515s
https://www.youtube.com/watch?v=klZ5yybdZJI&t=9s
https://www.youtube.com/watch?v=WTcvv7CTaFI
https://www.youtube.com/watch?v=5cJRO3C9u00&list=PLg_sc8wcf6k8maFgdDbKZy8QFU2Dsbxyn

"فقہی ارتقاء" کے "استشراقی مکاتب فکر" کا تعارفی و تجزیاتی مطالعہ

(حلاق کے افکار کا خصوصی مطالعہ)

فقہی ارتقاء کے استشراقی مکاتب فکر

مذکورہ بالا فہرست میں دیئے گئے مستشرقین اسلامی قانون سے متعلق جن موضوعات کو زیر بحث لاتے ہیں ان میں اسلامی قانون کے مصادر، اسلامی قانون کے مباحث اور ارتقائی عمل کی تفصیل بہت اہمیت کی حامل ہے۔ مستشرقین کے افکار چونکہ باہم متغیر و متفرق ہیں۔ اس لیے ان کے نظریات کو متغیر نظریات " Variable Theories" کا نام دیا جا سکتا ہے۔ علوم اسلامیہ کے ارتقائی معاملہ میں متغیر نظریات کا تصور تمام مستشرقین پر صادق آتا ہے۔ اور یہی وصف انہیں ایک دوسرے سے ممتاز بناتا ہے۔ **مناہج المستشرقین فی الدراسات العربیۃ الاسلامیۃ** کا ترجمہ بنام علوم اسلامیہ اور مستشرقین: منہاجیاتی تجزیہ اور تنقید ڈاکٹر ثناء اللہ ندوی نے مرتب کیا۔ جس میں کولسن کے کام کا جائزہ پیش کرتے ہوئے استشراقی فکر میں تغیر کا اظہار درج ذیل الفاظ میں کیا گیا ہے۔

"کولسن پر ہماری نگاہ انتخاب اس لیے پڑی کہ فقہ اسلامی کے مطالعہ میں اس کا نقطہ آغاز استشراق کے اساطین اور اساتذہ کی پہلی نسل کے رویہ سے الگ نظر آتا ہے چنانچہ جہاں دوسرے مستشرقین کے نزدیک اسلامی قانون ایک فرسودہ اور بوسیدہ نظام ہے جو کسی بھی زندہ نظام قانون کی طرح ارتقاء کے مراحل طے نہیں کر سکتا۔ اسی لیے اپنی جائے پیدائش میں متروک ہے۔ کولسن کا نظریہ اس کے برعکس ہے اس کے نزدیک اسلامی قانون ایک زندگی ہے ایک متحرک نظام ہے جو اسلامی معاشروں میں نافذ اور افراد کے دلوں میں جاگزین ہے"[7]

استشراقی فکر کا باہم تغیر و تفرد مختلف مکاتب فکر کو بنیاد فراہم کرتا ہے۔ اسلامی قانون پر کولسن کی تحقیق پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر اکرم ندوی رقم طراز ہیں:

"ہماری نظر میں کولسن مغربی انداز فکر میں ایک نئے مکتب فکر کا بانی اور پیشوا ہے۔ جس کے اثرات علمی دنیا پر مرتب ہوں گے۔"[8]

---

[7] ندوی، ثناء اللہ، علوم اسلامیہ اور مستشرقین، کتاب سرائے، اردو بازار لاہور، ص:163

[8] ندوی، ثناء اللہ، علوم اسلامیہ اور مستشرقین، کتاب سرائے، اردو بازار لاہور، ص:165

مذکورہ بالا حقائق کی روشنی میں اسلامی قانون سے متعلق جب استشراقی فکر کے اصولی مکاتب فکر تلاش کیے جاتے ہیں تو اس سلسلہ میں معاصر مستشرق وائل حلاق کی کتاب "History of Islamic Legal Theories" کے مقدمہ کو بھی بنیاد بنایا جاسکتا ہے۔[9] حلاق اپنی کتاب History of Islamic Legal Theories کے مقدمہ میں مختلف مکاتب فکر کا تعارف درج ذیل الفاظ میں پیش کرتے ہیں:

> In agreement with the conventional understanding in the field of Islamic law, an understanding first propounded by Joseph Schacht. With regard to the first/seventh and, especially, the third/ninth centuries, I offer a generally different interpretation. In the case of the first century, I subscribe neither to the traditional view that Islamic law, as a more or less mature system, began during or immediately after the lifetime of the Prophet, nor to the relatively recent view which places the rudimentary beginnings of this law around the end of the first century of the Hijra (ca. 715 A.D.). My own explorations have led me to take a middle position between the two existing views. Concerning the third/ninth century, I argue against the prevailing notion that legal theory, as it came to be known later, was the product of the second/eighth century and that Ibn Idris al-Shafii was its architect.[10]

حلاق کی اس عبارت کے پہلے حصے کو سمجھنے کیلئے اس کی کتاب Origins and Evolution of Islamic Law کو سمجھنا ضروری ہے[11] اور دوسرے حصے کی تفصیلات کے لیے History of Islamic Legal Theories سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ اس سلسلہ میں وائل حلاق کی اپنی آراء میں بھی تغیر پایا جاتا ہے۔ تاہم حلاق کی مذکورہ بالا تحریر کے تناظر میں فقہی ارتقاء سے متعلق استشراقی مکاتب فکر کے معروف منہج (مکاتب فکر) چار ہیں، ان میں سے ہر ایک مکتب فکر کے منہج اور اسلوب پر بھی الگ سے کام ہو سکتا ہے لیکن یہاں فی الحال موضوع کی مناسبت سے ان چار مکاتب فکر کا تعارف و تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔

1) شیلڈون کا مکتب فکر

---

[9] Wael Hallaq, History of Islamic legal theories: An introduction to Sunnī uṣūlal-fiqh (New York: Cambridge University Press, 1997).

[10] Hallaq, History of Islamic Legal Theories, page. VII

[11] Wael Hallaq, Origins and evolution of Islamic law, Cambridge, UK; New York: Cambridge University Press, 2005.

"فقہی ارتقاء" کے "استشراقی مکاتب فکر" کا تعارفی و تجزیاتی مطالعہ

(حلاق کے افکار کا خصوصی مطالعہ)

اسلامی قانون اور رومی قانون کے باہم تعلق سے متعلق شیلڈون ایموز مستشرقین کے اولین مکتب فکر کے سرخیل قرار دیے جاتے ہیں۔ یہ وہ مکتب فکر ہے جو اسلامی قانون کو رومن لاء سے ماخوذ قرار دیتا ہے، اسے Western Primitive Theory for Development of Islamic law کا نام دیا جاسکتا ہے۔ اس کے رد میں بھی مسلم علماء نے تحقیقات پیش کی ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ رومن لاء سے اسلامی قانون کا ماخوذ ہونا مستشرقین کا سب سے اولین نظریہ رہا ہے اور آج بھی جب مستشرقین اسلامی قانون پر اپنی تحقیقات پیش کرتے ہیں تو اس تصور کو کسی نہ کسی انداز میں اپنی تصانیف میں ضرور جگہ دیتے ہیں۔ ڈاکٹر حافظ زبیر اس استشراقی تصور کی حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"مستشرقین کی ایک جماعت کا دعویٰ تو یہ ہے کہ اسلامی قانون بھی رومی قانون ہی سے ماخوذ ہے السید الدسوقی عید نے "استقلال الفقه الاسلامی عن القانون الرومانی والرد علی شبه المستشرقین" کے نام سے ایک کتاب اس فکر کے رد میں مرتب کی ہے۔"[12]

وائل حلاق کا تعلق اگرچہ جدید مکتب فکر سے ہے لیکن وہ بھی اس سے متاثر نظر آتے ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب Origins and Evolution of Islamic law میں جن تین مصادر قانون کی تفصیل بیان کی ہے ان میں سے اولین مصدر یہی رومی قانون ہی نظر آتا ہے۔ حلاق کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

" Islam developed its own law while drawing on an ancient near eastern legal cultures, Arabian customary law and Quranic reforms".[13]

حلاق کی مذکورہ بالا عبارت کی تفصیل کے لیے origins and evolution of Islamic law اور sharia کے پہلے باب کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ Near Eastern Culture سے مراد وہ قانونی روایات لی جاتی ہیں۔ جن کا تعلق عرب کے گردونواح کی تہذیبوں بالخصوص بازنطینی ریاست (رومن ایمپائر) سے تھا۔ یہاں تک کہ

---

[12] حافظ محمد زبیر، ڈاکٹر، اسلام اور مستشرقین، کتاب سرائے، بیت الحکمت لاہور، ص:173

[13] Wael Hallaq, Origins and evolution of Islamic law (Cambridge, UK; New York: Cambridge University Press, 2005), p.01.

حلاق نے تصورز کوۃ کو بھی ماقبل قیام ریاست اسلامیہ کے بازنطینی ریاستی تصورات و قبائلی روایات سے ماخوذ قرار دیا ہے۔[14] دراصل رومن لاء سے اسلامی قانون کے ارتقاء کے مکاتب فکر کی بنیاد شیلڈون سے بھی پہلے پڑ چکی تھی۔ جس کا اظہار ڈاکٹر یاسر عرفات نے درج ذیل الفاظ میں کیا ہے:

"اسلامی قانون کے رومی قانون سے ماخوذ ہونے کی رائے سب سے پہلے 1865 میں پیش کی گئی، ڈاکٹر سی اے نال لینو (C.A.Nallino) کے بقول دومے نی کو کات تیسکی (Domenicogathesccche) وہ پہلا شخص تھا جس نے دعویٰ کیا کہ اسلامی قانون مادی حد تک رومی قانون سے ماخوذ ہے۔"[15]

رومی قانون اور اسلامی قانون کے باہم تعلق سے متعلق ڈاکٹر سلیمان شاہ بیبرس نے مستشرقین کے تین نقطہ ہائے نظر بیان کیے ہیں۔[16]

- رومی قانون سے ماخوذ قرار دینے والا گروہ جس کے سرخیل گولڈ زیہر شیلڈون اور وان کریمر ہیں۔ اس نقطہ نظر کے مطابق اسلامی قانون رومن قانون سے ماخوذ ہے۔ اس نقطہ نظر کی وضاحت کرتے ہوئے ڈاکٹر صبحی محمصانی نے شیلڈون کے درج ذیل الفاظ نقل کیے ہیں:

"شریعت محمدی مشرقی سلطنت کے رومی قانون کے سوا کچھ نہیں۔ اس میں عربوں کے مفتوحہ علاقوں میں سیاسی حالات کے مطابق ترمیم کر لی گئی ہے"[17]۔

ڈاکٹر سلیمان شاہ بیبرس نے صوفی حسن ابوطالب سے ماخوذ درج ذیل الفاظ بھی بطور حوالہ پیش کیے ہیں:

"شریعت محمدی عربی لباس میں جسٹینین کے قانون کے سوا کچھ نہیں ہے"[18]۔

---

[14] Wael Hallaq, Sharia, Theory, Practice and Transformation, Cambridge University Press, Published in 2009. p.45.

[15] اعوان، یاسر عرفات، ڈاکٹر، فقہ اسلامی کی رومی قانون سے ماخوذیت کا استشراقی نقطہ نظر، معارف مجلہ تحقیق، جولائی-دسمبر 2016۔ ص:55

[16] فقہ اسلامی کا موضوعاتی مطالعہ، ص 20-21/ بیبرس، سلیمان شاہ، ڈاکٹر، تاریخ فقہ، العلم پبلشنگ سروسز عبدالغنی پلازہ، محلہ جنگی قصہ خوانی، پشاور، ص:20-21

[17] صبحی محمصانی فلسفۃ التشریع فی الاسلام، دارالعلم للملایین، ص:188/ صبحی محمصانی، ڈاکٹر، فلسفہ شریعت اسلام، مترجم مولوی محمد احمد رضوی، مجلس ترقی ادب لاہور، ص 257-260

[18] صوفی حسن ابوطالب، بین الشریعة الاسلامیة والقانون الرومانی، دارالنفائس، القاہرہ، ص: 6

- دوسرا نقطہ نظر پہلے نقطہ نظر کا بالکل متضاد ہے یعنی اسلامی قانون رومن قانون سے ماخوذ نہیں ہے۔ اس نقطہ نظر کے حاملین میں اطالوی مستشرق نالینو اور استاذ فتیز جیرالڈ شامل ہیں۔[19]
- تیسرا نقطہ نظر یہ ہے کہ اسلامی قانون پر رومی قانون کے اثرات پائے جاتے ہیں۔ زیادہ تر مستشرقین کے ہاں شیلڈون کی نسبت تیسرے نقطہ نظر کو زیادہ پذیرائی ملی ہے۔

شیلڈون نے اپنی کتاب "History and Principles of the civil law of Rome" میں باقاعدہ اپنے مکتب فکر کو منظم شکل میں پیش کیا۔ مابعد اس مکتب فکر کو سب سے زیادہ تقویت گولڈ زیہر نے فراہم کی۔ گولڈ زیہر نے فقہ اسلامی کی اصطلاحات پر نقد پیش کیا اور انہیں رومن لاء سے ماخوذ قرار دیا۔[20] گولڈ زیہر کے کام نے ایک نئے مکتب فکر کی بنیاد رکھی۔ جس سے حدیث یا سنت پر نقد کی ابتداء ہوئی۔ اور حدیث پر نقد نے ایک نئے مکتب فکر کی بنیاد رکھی۔ جسے مربوط و منظم شکل جوزف شاخت نے فراہم کی۔

2) شاخت کا مکتب فکر

جوزف شاخت کو الگ مکتب فکر کا بانی قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس مکتب فکر کے مطابق اسلامی قانون عہد بنوامیہ میں یعنی دوسری صدی میں وضع ہوا اور اسلامی قانون کے موجد اول امام شافعی ہیں۔ اس فکر کو حلاق نے Conventional Thoughts کا نام دیا۔[21] شاخت کی تحقیق اسلامی قانون میں ایک مصدر سمجھی جاتی ہے۔ مستشرقین کے نزدیک اسے چیلنج کرنا ناممکن ہے شاخت کا سب سے اہم کام مصادر قانون بالخصوص حدیث و سنت پر نقد تھا اور انہیں موضوع و من گھڑت مصادر کے طور پر پیش کرنا تھا۔ شاخت کی کتاب "The origins of Muhammadan Jurisprudence" کے پانچ حصے ہیں۔ پہلے حصے کے ساتویں باب سے شاخت نے سنت کی

---

[19] ببیر س، سلیمان شاہ، ڈاکٹر، فقہ اسلامی کا موضوعاتی مطالعہ، العلم پبلشنگ سروسز عبدالغنی پلازہ، محلہ جنگی قصہ خوانی، پشاور، ص:20-21

[20] اعوان، یاسر عرفات، ڈاکٹر، فقہ اسلامی کی رومی قانون سے ماخوذیت کا استشراقی نقطہ نظر، معارف مجلہ تحقیق، جولائی-دسمبر 2016۔ ص:56-57

[21] ایضاً

بحث کا آغاز کیا اور اسے دوسری صدی کا تصور قرار دیا۔[22] شاخت کی اس فکر کا رد ڈاکٹر مصطفیٰ الاعظمی نے اپنے پی ایچ ڈی مقالہ بعنوان"Studies in early Hadith Literature"میں کیا۔بعد ازاں یہ مقالہ **''دراسات فی الحدیث النبوی ''** کے نام سے شائع کیا گیا۔ حلاق نے بھی شاخت کی فکر پر نقد پیش کیا ہے اور اسلامی قانون کے تاریخی ارتقاء کے تصور میں شاخت سے دو حوالوں سے اختلاف کیا ہے۔وائل حلاق نے شاخت کے برعکس اسلامی قانون کے ارتقاء کا آغاز پہلی صدی سے پیش کیا جبکہ شافعی اسے دوسری صدی کا تصور قرار دیتے ہیں۔اسی طرح حلاق نے شاخت کے برعکس فقہ اسلامی کے دوسرے مصدر یعنی تصور حدیث کو حقیقی تصور قرار دیا۔ جبکہ شاخت تصور حدیث کو موضوع و من گھڑت قرار دے کر رد کرتے ہیں۔ حلاق کے الفاظ درج ذیل ہیں:

"Schacht argued that we have good reason to believe that Prophetic reports were fabricated at a later stage in Islamic history and that they were gradually projected back to the Prophet. Schacht placed the beginnings of the Sunna, and the verbal reports that came to express it, toward the end of the first century A.H. and the beginning of the second (ca. 720 A.D.)[23]".

حلاق اپنا موقف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> I shall not a priori preclude the entirety of Prophetic reports as an unauthentic body of material, nor shall I accept their majority, even though many may have been admitted as authentic by the Muslim "science" of hadith criticism.[24]

مذکورہ بالا تفصیلات سے واضح ہوتا ہے۔ کہ فقہ اسلامی کے استشراقی مکاتب فکر بتدریج تغیر کے مراحل طے کر رہے ہیں شاخت کے بعد حلاق نے اپنے ایک نئے مکتب فکر کی بنیاد رکھی جو جدید مکتب فکر سے کافی حد تک مماثلت رکھتا ہے۔

3) جدید مکتب فکر

[22] Joseph Schact, The origins of Muhammadan Jurisprudence, Oxford at the clarendon press, 1979, pp.58-222
[23] Hallaq, History, p.02
[24] Hallaq, History, p.03

اس مکتب فکر کے مطابق اسلامی قانون کا ارتقاء پہلی صدی کے اختتام سے شروع ہوا۔ اور تکمیل نصف تیسری صدی میں ہوئی۔[25] اس مکتب فکر کو Recent Theory for Development of Islamic law کا نام دیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی مسلم طرز فکر سے ملتا جلتا روایتی ارتقاء کا نظریہ بھی پیش کیا جاتا ہے۔ جس کے مطابق اسلامی قانون عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہی یا اس کے فورا بعد پروان چڑھا۔ اسے Traditional Theory for development of Islamic law کہا جاتا ہے۔[26]

4) حلاق کا مکتب فکر

یہ بھی جدید مکتب فکر ہے یہ تاریخی و تدریجی تناظر میں اسلامی قانون کی تشکیل پر زور دیتا ہے۔ اس فکر کے مطابق اسلامی قانون ایک ارتقائی قانون ہے جس کا آغاز پہلی صدی میں ہی ہوا اور تکمیل نصف چوتھی صدی میں ہوئی۔[27] ہم اسے Evolutionary Theory for development of Islamic law کا نام دے سکتے ہیں۔ حلاق کی ارتقائی تھیوری کے دو حصے ہیں، ہر حصے کے بتدریج دو مراحل ہیں۔ جن کی تفصیل ہم نے اپنے پی ایچ ڈی مقالہ A critical Study of Wael B Hallaq's understanding of Islamic law میں پیش کی ہے۔[28] اس کا مختصر خلاصہ حسب ذیل ہے:

حلاق کے نزدیک اسلامی قانون کے ارتقائی فارمیٹو پیریڈ کی تکمیل چار مراحل میں ہوئی پہلے دو مراحل ان خواص کی تشکیل میں اہم ہیں جو اسلامی قانون کے ارتقاء کے لیے لازمی جزو ہیں اس لیے حلاق نے انہیں "Essential Attributes" کا نام دیا۔ جبکہ آخری دو مرحلوں کا تعلق اسلامی قانون کی عمومی خصوصیات یعنی General Qualities سے ہے۔ اس لیے انہیں "Accidental Traits" قرار دیا۔ حلاق نے فارمیٹو پیریڈ کا تعارف درج ذیل الفاظ میں پیش کیا:

---

[25] Hallaq, Origins, p.02-05
[26] Hallaq, History, p.03-05
[27] Hallaq, Origins, p.02.05
[28] Abdul Basit, A critical Study of Wael B Hallaq's understanding of Islamic law, Al-Qamar, Vol.04, No.02 (April-June).

That historical period in which the legal system arose from rudimentary beginnings and then developed to the point at which its constitutive features had acquired an identifiable shape[29].

حلاق کے بیان کردہ فارمیٹو پیریڈ کے چار اہم مراحل حسب ذیل بیان کیے:

The evolution of an entire judiciary, with a full-fledged court system and the law of evidence and procedure; and the 2nd is:
The full elaboration of a positive legal doctrine; And the 3rd is:
The complete emergence of a science of legal methodology (Legal Theories) and interpretation which reflected, among other things, a large measure of hermeneutical, intellectual, and juristic self-consciousness; And the 4th is:
The complete emergence of doctrinal legal schools, a cardinal development that successively presupposed the emergence of varied systemic, juristic, educational, and practice-based elements. (Any other essential attribute, such as, e.g., the religious character of the law, must ultimately and derivatively fall into one or more of those four."[30]

مذکورہ بالا چار مراحل میں سے پہلے دومراحل کو "Essential Attributes"جبکہ آخری دومراحل کو "Accidental attributes"کا نام دیا۔ مکمل چار مراحل کی تفصیل پر حلاق نے درج ذیل الفاظ میں بیان کی:

"By the center of the third(ninth) century, the third and fourth attributes had not yet developed into anything like their complete form. By the middle of the fourth/tenth century, however, all of them had. And This is the cut-off point. All later developments, including changes in legal doctrine or practice, were 'accidental attributes" that despite their importance for legal, social, and other historians didn't affect the constitution of the phenomenon we call sharia. With or without these changes, Islamic law, for our present purposes, would have remained sharia, but without the legal schools or the science of legal theory, sharia can't be deemed, in hindsight, complete''[31]

حلاق کے اوپر دیے گئے بیان سے یہ واضح ہے کہ وہ تیسری اور چوتھی صدی میں اسلامی قانون کے ارتقاءی کی تکمیل کی حد متعین نہیں کرسکا۔ اسلامی قانون کے تشکیلی دور کے بارے میں حلاق اور شاخت اور مسلم افکار میں معمولی فرق ہے۔ اسلامی قانون کے اصولوں کو دو صورتوں میں تقسیم کر کے یہ فرق دور

[29] Hallaq, Origins, and evolution of Islamic law, pp.02-03
[30] Ibid
[31] Hallaq, Origins and evolution of Islamic law, p.04

کیا جا سکتا ہے۔ ہماری رائے میں حلاق نے فارمیٹو پیریڈ کے چار مراحل اور دو خصائص کا تصور دے کر جوزف شاخت کے تصور کو اپنے طریقے سے نئے انداز میں پیش کیا ہے۔ مسلم روایت میں حلاق اور شاخت کی نسبت، اسلامی قانون کے پرائمری اور سیکنڈری سورسز کی تقسیم کے تصور سے فقہی ارتقائی تصور کو زیادہ بہتر انداز سے سمجھا جا سکتا ہے۔

"استشراقی مکاتب فکر" کی اہم خصوصیات

مذکورہ بالا تمام مکاتب فکر میں پائی جانیوالی خصوصیات کی دو قسمیں ہیں۔ وہ خصوصیات جو مشترک ہیں اور دوسری وہ خصوصیات جو باہم متفرق ہیں:

مشترک خصوصیات

فقہ کو انسانی کاوش قرار دینا اور مصادر شرع کی الہامی حقیقت کو مشکوک کرنے کے لیے تاریخی و تدریجی انسانی عمل سے تعبیر کرنا۔

مثال 1:

استشراق میں جب مصادر شریعت پر کلام کیا جاتا ہے تو ان کی الہامی حیثیت کو مشکوک کرنے کے لیے انسانی مصادر قرار دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مثلاً قرآن مصدر شریعت ہے اس کے بارے میں گوائٹن لکھتے ہیں:

"The proportion of the legal subject matter (in which repetition is virtually absent) to non-legal subject matter is larger than is generally thought".[32]

حلاق گائٹن سے اتفاق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

if we consider the fact that the average length of the legal verses is twice or even thrice that of the average non-legal verses, it would not be difficult to argue, following Goitein, that the Quran contains no less legal material than does the Torah, which is commonly known as "The Law.[33]

پیغام قرآن کے بارے میں حلاق کی فکر زیادہ تر گائٹن اور جائن بال سے ماخوذ ہے۔ جس کا خلاصہ حلاق نے یوں پیش کیا:

''Message of Islam, i.e., The Quran is a collection of teachings of Past religions, Arab customs and cultural diversions.''[34]

مثال2:

رومن لاء اسلامی قانون کو بنیاد فراہم کرتا ہے۔ اس سلسلہ میں گولڈ زیہر، شاخت اور وائل حلاق کی مثالیں دی جاسکتی ہیں۔ گولڈ زیہر نے اصطلاحات فقہ کو رومن لاء سے ماخوذ قرار دے کر پورے اسلامی قانون پر رومن لاء کے اثرات کا نظریہ اپنا لیا۔[35] اسی طرح شاخت اپنی کتاب "The origins of Muhammadan Jurisprudence" کے پہلے حصے میں جب قدیم قانونی مکاتب فکر کی تفصیل بیان کرتے ہیں تو اسلامی قانون کو عراق، مصر اور شام کی

[32] Goitein S.D, the Birth hour of Muslim law, Berkeley: University of California, Press,1978, Vol.01, p.50
[33] Hallaq, History, p. 04
[34] Hallaq, Origins, p.31
[35] اعوان، یاسر عرفات، ڈاکٹر، فقہ اسلامی کی رومی قانون سے ماخوذیت کا استشراقی نقطہ نظر، معارف مجلہ تحقیق، جولائی-دسمبر 2016ء ص:56-57

تاریخی روایت سے متاثر قرار دیتے ہیں۔[36] یہی تاثر وائل حلاق اپنی کتاب origins and evolution of Islamic law میں اسلامی قانون کے تین مصادر بیان کرتے ہوئے پیش کرتے ہیں۔[37]

متفرق خصوصیات

اسلامی قانون سے متعلقہ استشراقی تاریخی و تدریجی مراحل کے آغاز وارتقاء اوران کی تفصیلات میں فرق موجود ہے۔ مستشرقین کا یہ اختلاف اتنا نمایاں اور پیچیدہ ہے کہ وہ خود اس گتھی کو سلجھانے میں ناکام ہیں۔ یہاں تک کہ حلاق نے تصور حدیث سے متعلق استشراقی مسائل کو ناقابل حل قرار دیا ہے۔[38]

مثال:

تصور حدیث وسنت سے متعلق گولڈزیہر، شاخت، جائن بال اور وائل حلاق کا فکری اختلاف وائل حلاق کے درج ذیل بیان سے بالکل واضح ہے:

> However, mounting recent research, concerned with the historical origins of individual Prophetic reports, suggests that Goldziher, Schacht and Juynboll have been excessively skeptical and that a number of reports can be dated earlier than previously thought, even as early as prophet. These findings coupled with other important studies critical of Schacht's thesis, go to show that while great bulk of Prophetic reports may have originated many decades after Hijra, there exist a body of material that can be dated to the prophet's time.[39]

---

[36] Joseph Schact, The origins of Muhammadan Jurisprudence, Oxford at the clarendon press, 1979, pp.21-56
[37] Hallaq, Origins, pp.01-02
[38] Hallaq, The Authenticity of Prophetic Hâdith: A Pseudo-Problem, Studia Islamica 89 (1999), 75-90.
[39] Hallaq, History of Islamic Legal Theories, pp.02-03

حلاق کے مذکورہ بالا بیان کے مطابق حدیث سے متعلقہ تین مکاتب فکر درج ذیل گراف کے ذریعے سمجھے جاسکتے ہیں۔

Concept about Hadith Before Prophetic Period (Bravmann's ideology supports it[40]



Prophetic Period (Hallaq's ideology supports it)



After many decades of Prophetic Period (Joseph Schacht's ideology supports it)

مذکورہ بالا بیان اور گرافیکل شکل سے واضح ہوتا ہے کہ "تصور حدیث" سے متعلق "تین مختلف استشراقی مکاتب فکر" محض تاریخی و تدریجی ارتقاء کی تفصیل میں فرق کی بناء پر معرض وجود میں آئے ہیں۔ جو کہ حسب ذیل ہیں:

- ماقبل عہد نبوی کا قبائلی تصور سنت[41]
- عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور حدیث (مکی احادیث، مدنی احادیث میں منقسم ہو سکتا ہے)
- مابعد عہد نبوی، عہد بنو امیہ میں فروغ پانے والا تصور حدیث۔

---

[40] Hallaq, Origins and evolution of Islamic law, p.49-50.

[41] ہماری رائے میں جاوید احمد غامدی کا نظریہ سنت اسی استشراقی تصور کے زیر اثر ہے۔ نیز احکام شرع کا زمان و مکان سے باہم ربط تلاش کرنے میں قصاص سے متعلق غامدی فکر بھی وائل حلاق سے مماثلت رکھتی ہے۔ تفصیلات کے لیے غامدی صاحب کی برھان اور حلاق کی شریعہ اور Origins and Evolution of Islamic law سے رجوع کیا جاسکتا ہے۔

شاخت اور حلاق کی کتب کے مباحث ان کے مفروضہ جات کی روشنی میں تشکیل پائے ہیں۔ تصور حدیث اور سنت کے بارے میں استشراقی نقطہ نظر کا اختلاف کسی بھی مستند اسلامی حوالہ کے ساتھ پیش نہیں کیا گیا، نہ ہی تصور حدیث و سنت کے حقیقی اسلامی تصور کی روشنی میں اخذ کیا گیا ہے بلکہ یہ محض تاریخی و تدریجی ارتقائی تصور اور مستشرقین کے ذاتی مفروضہ جات کی روشنی میں پروان چڑھا ہے۔ اسلامی قانون کے بارے مستشرقین کے باہم اختلاف کی نوعیت ان کے مفروضہ جات کے اختلاف سے براہ راست مربوط ہے اور ان کے مفروضے ان کی ذاتی اختراعات ہیں۔ گویا سب استشراقی مباحث کے مصادر غیر مستند، ناقابل اعتماد اور زیادہ تر فرضی ہیں۔ اس طرح ان کے اخذ کردہ نتائج بھی محض قیاس آرائی اور جملہ تخیلات کا مجموعہ ہوتے ہیں۔ مزید تحقیقات بھی انہی تخیلات و قیاس آرائیوں سے فرضی طور پر اخذ کی جاتی ہیں۔ اور حقائق کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔

خلاصہ بحث

تاریخی حقائق کے مطابق مذکورہ بالا بحث سے اندازہ ہوتا ہے کہ فکر استشراق اسلامی قانون سے متعلق تغیر پذیر رہی ہے اور استشراقی فکر کا زیادہ تر مدار فرضیات پر ہوتا ہے اس لیے مفروضہ جات کے بدلنے سے حقائق و نتائج بدل جاتے ہیں اس لیے ان کا باہم اختلاف موجود رہتا ہے۔ چونکہ فقہ اسلامی کی بنیاد ایک حقیقی اور یقینی علم یعنی قرآن و سنت پر ہے جو فہم شرع کے اصولوں سے مربوط ہے اس لیے اسے استحکام اور دوام حاصل ہے جب تک اسے اس کے مصادر اصلیہ (الہامی تعلیمات) کی بنیادوں سے تلاش کر کے نہ سمجھا جائے تب تک مستشرقین کی غلط فہمیاں دور کرنا ناممکن ہے اعلی حضرت علیہ الرحمۃ نے مغربی علماء آیا وہ سائنس و فلسفہ سے متعلق ہوں یا مذہب و معاشرت سے تعلق رکھتے ہوں۔ ایک مبنی بر حقیقت تجزیہ پیش کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

"وہ نہ طریق استدلال جانتے ہیں نہ داب بحث، کسی بڑے مانے ہوئے کی بے دلیل باتوں کو اصول موضوعہ ٹھہرا کر ان پر بے سروپا تفریعات کرتے چلے جاتے ہیں اور پھر وثوق وہ کہ گویا آنکھوں دیکھی بلکہ مشاہدہ میں غلطی پڑ سکتی

ہے ان میں نہیں ان کے خلاف دلائل قاہرہ ہوں تو سننا نہیں چاہتے، سنیں تو سمجھنا نہیں چاہتے، سمجھیں تو ماننا نہیں چاہتے دل میں مان بھی جائیں تو اس لکیر سے پھرنا نہیں چاہتے۔"[42]

اگرچہ اس آرٹیکل میں حلاق کے افکار کی روشنی میں کچھ مخصوص مکاتب فکر کی نشاندہی کی گئی ہے تاہم فکر مغرب اور مستشرقین کے منہج اوراصولوں کے مطابق بنیادی مکتب فکر صرف ایک ہی ہے یعنی تعلمیات اسلامیہ کی تردید و تشکیک۔ اسی تناظر میں مستشرقین نے فرضی کہانیوں سے نئی تحقیقی عمارات تعمیر کرنے کی کوششیں کی ہیں اس لیے ان کی فکر کا مدار ہی نئے مفروضے ورنئی راہ تلاش کرنے پر ہے اس سلسلہ میں محض ان کے رویوں میں فرق پایا جاتا ہے۔ بنیادی فکر ایک ہی ہے جبکہ مبنی بر مفروضہ مکاتب فکر مختلف ہیں۔

[42] بریلوی، احمد رضا، امام، فوز مبین در رد حرکت زمین، پیشکش: مجلس آئی ٹی دعوت اسلامی، ص:60۔